نمبر ۱۴۴ | مورخہ ۵ جون ۱۹۳۲ء یوم یکشنبہ | مطابق ۲۹ محرم ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یکم جون مغرب کے بعد بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لائے۔

سیدہ ام طاہر احمد حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی واپس تشریف لے آئی ہیں۔ درد کے دورہ اور موسم میں زیادہ گرمی شروع ہو جانے کی وجہ سے اپریشن ملتوی کر دیا گیا ہے۔ آپ کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ البتہ قدرے ضعف ہے۔ احباب دُعا کرتے رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حرم چہارم کے صاحبزادہ وسیم احمد صاحب بعارضہ خسرہ بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو اگرچہ درد نقرس سے افاقہ ہے لیکن ورم ہے۔ اور ہلکا درد بھی ہوتا ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

میاں عبدالسلام صاحب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ جہار طنی کے جلسہ میں لیکچر دینے کے لئے یکم جون کو روانہ ہوئے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وکلاء کی مساعی کے شاندار نتائج

شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ اور چوہدری یوسف خاں صاحب بی۔اے پلیڈر سری نگر سے تحریر فرماتے ہیں:-

۱۔ مقدمہ سرکار بنام محمد زمان سکنہ مظفر آباد میں ملزم کو عدالت ماتحت سے چھ ماہ قید اور یکصد روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ عدالت بالا میں اپیل کر کے اسے بری کرا دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور کئی ملزموں کی طرف سے اپیل دائر کر کے ان کو ضمانت پر رہا کرایا گیا ہے۔

۲۔ مقدمہ اپیل غلام نبی بنام سرکار میں تین دن تک بحث جاری رہی۔ عدالت ماتحت نے حفظ امن کی ضمانت تعدادی سات ہزار روپیہ ایک سال کے لئے طلب کی تھی۔ اپیل منظور ہو کر صرف تین سو کی ضمانت چار ماہ کے لئے رہ گئی۔ جس میں سے تین ماہ گزر چکے ہیں۔ اس کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کا ارادہ ہے۔

۳۔ چوہدری عزیز احمد صاحب بی اے پلیڈر نے جو پونچھ میں نہایت جانفشانی اور تندہی سے غریب مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں ۲۷۔ اشخاص کی طرف سے مقدمات میں پیش ہو رہے ہیں۔ چونکہ ۱۹ مئی تک ٹربیونل کو سماعت مقدمات کی اجازت نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے سشن جج کی عدالت سے مسمی گوجر ولد دتو کو جو قید میں پڑا ہوا تھا۔ تا فیصلہ اپیل ضمانت پر رہا کرایا گیا۔

۴۔ چوہدری عصمت اللہ صاحب پلیڈر بھمبر میں تین چار مقدمات میں پیش ہوئے۔ اور غریب و بیکس مسلمانوں کو بری کرانے کی کوشش کی۔

۵۔ قاضی عبدالحمید صاحب پلیڈر راجوری میں مظلوم مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔

۶۔ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ مسلمانوں کے تمام ان مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ جو سپیشل جج میرپور کی عدالت میں مسلمانوں پر دائر ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ان دوستوں کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کی بے لاگ کوششوں کو بارآور کرے۔ آمین۔

خاکسار شمس کاشمیری برائے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔

امراء کے متعلق ضروری اعلان

بعض جماعتوں میں میرے اعلانات کے مطابق یکم مئی سے نئے امراء کے متعلق انتخاب ہو کر درخواستیں میرے پاس بغرض منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پہنچ چکی ہیں۔ لیکن حضور کی اہم مصروفیتوں کی وجہ سے جن میں حضور کے سفر بھی شامل ہیں۔ یہ کاغذات ابھی تک حضور کی خدمت میں پیش نہیں ہو سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب حضور سے نئے امراء کے متعلق منظوری حاصل کر کے اعلان کر دیا جائے گا۔ اس وقت تک پہلے امراء کام کرتے رہیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

بھوماں وڈالہ ضلع امرتسر میں جلسہ

۱۹ جون ۱۹۳۲ء بھوماں وڈالہ ضلع امرتسر میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مہتمم تبلیغ اس جلسہ میں شامل ہونگے۔ علاوہ ان کے مرکز سے بھی انشاء اللہ مبلغ بھیجے جائیں گے۔ اس علاقہ کے انصار اللہ کو اس جلسہ کی کامیابی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

کبیر والہ ضلع ملتان میں جلسہ

۱۴ جون ۱۹۳۲ء کو کبیر والہ ضلع ملتان میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ ضلع ملتان بالخصوص تحصیل کبیر والہ۔ اور تحصیل خانیوال کی احمدیہ جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس جلسہ کے کامیاب بنانے کے لئے پوری کوشش کریں۔ انشاء اللہ اس موقعہ پر گیانی واحد حسین صاحب۔ ماسٹر محمد عمر صاحب اور مولوی عبدالاحد صاحب لیکچرار ہونگے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

صریح ضلع جالندھر میں جلسہ

۲۵-۲۶ جون ۱۹۳۲ء کو صریح ضلع جالندھر میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ ارد گرد کے احمدی احباب بالخصوص انصار اللہ کو اس جلسہ کے کامیاب بنانے کے لئے پر زور کوشش کرنی چاہیئے۔ اس علاقہ کے مہتمم تبلیغ ماسٹر محمد عمر صاحب کے علاوہ دو اور مبلغ انشاء اللہ تعالیٰ بھجوائے جائیں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تبلیغی تنظیم تحصیل چونیاں

تحصیل چونیاں ضلع لاہور کے لئے میاں اکبر علی صاحب کا انسپکٹر تبلیغ کا انتخاب جو بمقام کوٹ رادھا کشن ۲۳ مئی ۱۹۳۲ء کو متفقہ طور پر ہوا منظور ہے۔ میاں اکبر علی صاحب ساری تحصیل چونیاں میں تبلیغ کرنے اور کرانے کے ذمہ دار ہونگے۔ تبلیغی کام کی ماہوار رپورٹ بخدمت سید دلاور شاہ صاحب نائب مہتمم تبلیغ ضلع لاہور جانی چاہیئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بجلی کے سامان کی دوکان

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ شیخ عبد الغنی خاں صاحب احمدی Consulting Engineer and Architect نے برانڈرتھ روڈ۔ لاہور میں بجلی کے سامان کی دوکان کھولی ہے۔ شیخ صاحب براہ راست انگلینڈ۔ جرمنی اور جاپان سے مال منگاتے ہیں پنجاب بھر میں یہ پہلی دوکان ہے۔ جو کافی سرمایہ لگا کر اچھے پیمانہ پر کھولی گئی ہے۔ بجلی کی موٹروں وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے احباب کو اس دوکان سے مال خریدنا چاہیئے۔ Telegrams۔ "Barq" Lahore اور Telephone No 2954 ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کیلئے کارکنوں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر کے لئے تین چار کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جو اچھے نمبروں پر انٹرنس پاس ہونے کے علاوہ ٹائپ بھی جانتے ہوں۔ انگریزی اور حساب میں دسترس رکھنے والے مولوی۔ فاضل اصحاب بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔

ایک اسامی مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بھی زیر غور ہے جس کا کام صدر انجمن احمدیہ کی اراضیات و مکانات کی خرید و فروخت اور نیز ان کے متعلق انتظامی معاملات اور محصلات کی وصولی کا انتظام بھی ہوگا۔ تجربہ کار۔ امیدوار کو ترجیح دی جائیگی جو اصحاب قادیان میں خدمت دین کی خواہش رکھتے ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد مقامی امیر یا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری صاحبان کی سفارش کے ساتھ پتہ ذیل پر جلد ارسال کر دیں۔

خاکسار:۔
چودھری فقیر محمد انسپکٹر پولیس رہتک

اخبار سن رائز لاہور

اکثر احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشائے مبارک کے ماتحت سلسلہ کے انگریزی اخبار سن رائز نے حلقہ اثر کو وسعت دینے۔ اور اس کی آواز کو زیادہ دور تک پہونچا کر لوگوں کو استفادہ حاصل کرنے کا موقعہ بہم پہونچانے کی غرض سے اس کی ادارت کے فرائض مسٹر مجید ملک ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کو تفویض کئے گئے ہیں۔ اور انہی اغراض کے ماتحت مقام اشاعت بھی لاہور کر دیا گیا ہے۔ ملک صاحب موصوف ایک تجربہ کار اور قابل اخبار نویس ہیں۔ اور کئی سال تک "مسلم آوٹ لک" کو نہایت عمدگی کے ساتھ ایڈٹ کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد کچھ عرصہ آپ نے "ایسٹرن ٹائمز" میں بھی کام کیا ہے۔

ملک صاحب موصوف صوری و معنوی لحاظ سے سن رائز کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ٹائٹل رنگین اور اعلےٰ کاغذ کا کر دیا گیا ہے۔ تصاویر دینے کا بھی اہتمام ہے۔ ٹائپ بھی بہت عمدہ اور خوبصورت ہے مضامین اہم سیاسی معاملات کے متعلق لکھے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کی پر زور حمایت کی جاتی ہے۔ اہم امور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اور حضور کی پالیسی کو چلانے کی سعی کی جاتی ہے۔

تمام انگریزی خواں احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ نہ صرف خود سن رائز خریدیں۔ بلکہ اس کا حلقہ اشاعت بڑھانے کی کوشش کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو سیاسیات حاضرہ میں صحیح طریق عمل اختیار کرنے میں مدد ملے۔ موزوں سائز کے ۲۰ صفحہ پر ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا ہے۔ سالانہ قیمت دس روپے۔ اور سہ ماہی تین روپے ہے۔ خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کرنی چاہیئے:۔

مینجر اخبار سن رائز فلیمنگ روڈ لاہور۔

وصیت تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ "خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے۔ وہ قوم پر ظاہر ہوں"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ وصیت کرنے سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہٰذا جماعت کے ہر فرد کو وصیت کر کے اپنے کامل الایمان ہونے کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ جون ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

کشمیری ہندوؤں کے نامعقول مطالبات ریاست سے

کشمیری مُسلمانوں کی حالت پہلے سے بھی بدتر بنانے کی کوشش

مُسلمانانِ کشمیر کی مظلومیت

مسلمانانِ ریاست کشمیر کی مظلومیت سے ساری دُنیا واقف ہو چکی اور ان کے حقوق کی پامالی سب پر عیاں ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ ریاست کا خود مقرر کردہ کمیشن جس نے ایک غیر جانب دار انگریز کی صدارت اور ہندو ممبران کی شمولیت سے تحقیقات کی۔ اور اس تحقیقات کے متعلق ریاست کی حکومت نے جو اعلان کیا۔ اس سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مسلمانانِ ریاست نہایت ہی بے کسی اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اقلیت کے ہاتھوں ہر پہلو سے وہ تباہی و بربادی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ باوجود آبادی کے لحاظ سے بہت بڑی اکثریت رکھنے کے ملازمتوں میں اور وہ بھی ادنےٰ ملازمتوں میں انہیں اس قدر قلیل حصہ دیا گیا ہے۔ جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ تعلیم میں وہ نہایت ہی پسماندہ ہیں۔ اور ریاست نے اس وقت تک ان کی تعلیم کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں کی۔ بجالیکہ قلیل التعداد ہندوؤں کے لئے خاص انتظامات اور کئی قسم کی آسانیاں مہیا کر رکھی ہیں۔ مسلمان آبادی کا بہت بڑا حصہ جو زراعت پیشہ ہے۔ اور جس پر ریاست کی بہت بڑی آمدنی کا انحصار ہے۔ وہ نہ صرف زمین کے مالکانہ حقوق سے محروم ہے۔ بلکہ مختلف طریقوں سے پیداوار کے ایک بڑے حصہ سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے زیر کاشت زمینوں میں پیدا ہونے والے درختوں پر بھی کاشتکاروں کا کوئی حق نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے ٹیکسوں کے ذریعہ جو صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کی غربت اور فلاکت کو انتہا تک پہنچا دیا گیا ہے۔ پھر ان کی مذہبی آزادی بھی مفقود ہے۔ اسلام قبول کرنے والے ہر شخص کے لئے انتہائی مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ اور ہر قسم کی رکاوٹیں اس کے رستہ میں حائل کی جاتی ہیں۔ اذان کہنے اور نماز پڑھنے تک سے روکا جاتا ہے۔ ان کے تاریخی اور قدیمی مذہبی مقامات پر ہندوؤں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ غرض ہر پہلو سے مسلمان ریاست کی نہایت ہی قلیل التعداد ہندو آبادی کے جور و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں

ہندوؤں کی شورش

ان حالات میں جب مسلمانوں نے اپنے حقوق کیلئے مطالبات کئے۔ اور ان کے لئے انتہائی جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں۔ تو ریاست نے بعد از خرابی بسیار ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا۔ اور اس کے لئے اپنے منشا کے مطابق ممبر تجویز کئے۔ اب جبکہ اس کمیشن نے ایک رپورٹ مرتب کر کے ریاست کی حکومت کے سامنے پیش کی اور ریاست نے اس رپورٹ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی سفارشات کی منظوری کا اعلان کیا ہے۔ تو گو یہ سفارشات مسلمانوں کے مطالبات کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہیں۔ انہیں مطمئن کرنے کے لئے بالکل ناکافی اور ان پر بھی عمل کرنے کی نوبت ابھی تک نہیں آئی ریاستی ہندوؤں نے ان کے خلاف شورش پیدا کر کے یہ کوشش شروع کر رکھی ہے۔ کہ ان کو عمل میں نہ لایا جائے۔ تاکہ قریباً ایک صدی سے ہندوؤں کو ریاست کے نظم و نسق اور حکم و اقتدار میں جو اجارہ داری حاصل ہے۔ اسے نقصان نہ پہونچے۔ اور مسلمان بدستور سابق ان کی غلامی میں پڑے رہیں۔

ہندوؤں کا مقصد

ہندوؤں کی اس فتنہ انگیزی کی جو ایک طرف تو ریاست کے ہندو حکام کی سازش سے۔ اور دوسری طرف برطانوی ہند کے کانگرسی اور مہاسبھائی ہندوؤں کی امداد سے برپا کی جا رہی ہے ایک غرض تو یہ ہے۔ کہ گلینسی کمیشن کی ناکافی سفارشات کو بھی عمل میں نہ آنے دیا جائے۔ اور دوسری غرض یہ ہے۔ کہ سرکاری وظیفے اور عطیات محض ان کے لئے وقف رہیں۔ دھرم ارتھ کے نام سے جو روپیہ مسلمانوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ وہ پہلے کی طرح صرف انہی کے مصرف میں آئے۔ زمینیں ان کے لئے وقف رہیں۔ ملازمتوں پر وہ قابض رہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے ظلم و ستم جبر و استبداد کا دروازہ کھلا رہے۔

ہندوؤں کا رویّہ اور مطالبات

ہندوؤں کے ان اغراض و مقاصد کے ثبوت میں ایک تو ان کا وہ رویہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو انہوں نے مسلمانوں کی آئینی جدوجہد کے مقابلہ میں اختیار کیا۔ اور دوسرے ان کے وہ مطالبات ہیں۔ جن کی بنا پر گلینسی کمیشن کی سفارشات کے متعلق مہاراجہ بہادر کے اعلان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس وقت کشمیر کے ہندو کانگرسی و مہاسبھائی ہندوؤں کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اور قانون شکنی کی کانگرسی تحریکات کو عمل میں لاتے ہوئے ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ مہاراجہ بہادر گلینسی کمیشن کی سفارشات کے متعلق اپنا اعلان کالعدم قرار دے دیں۔ اور دوسری طرف حسب ذیل مطالبات پیش کر رہے ہیں :-

۱- انہیں کاشت کے لئے اراضیات مفت دی جائیں ؛

۲- صنعتی تعلیم حاصل کرنے کے لئے خاص وظیفے دئے جائیں ؛

۳- کارخانے۔ اور دیگر کام جاری کرنے کے لئے روپیہ کی مدد دی جائے ؛

ان مطالبات کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ ریاست کے مسلمانوں کی حالت پہلے سے بھی بدتر بنا دی جائے۔ اور قلیل التعداد ہندوؤں کو مالا مال اور دولت مند ہندوؤں کو۔ مسلمانوں کا خون چوس چوس کر فربہ ہونے والے ہندوؤں کو فلاکت زدہ اور برباد شدہ مسلمانوں سے سب کچھ چھین کر دے دیا جائے ؛

کشمیری ہندو کیا چاہتے ہیں

باوجود اس کے کہا جاتا ہے۔ کہ

"کشمیری پنڈت حکومت نہیں چاہتے۔ وہ وزیریاں نہیں چاہتے اور وہ محل نہیں چاہتے۔ لیکن ان کی روکھی سوکھی روٹی۔ اور پھوس کے جھونپڑے کا تو پربندھ (انتظام) کرو" (ملاپ ۱۰ مئی)

اگر کشمیری پنڈتوں۔ ریاست کے ڈوگروں۔ اور دوسرے ہندوؤں کی حالت مسلمانانِ کشمیر کے مقابلہ میں ادنیٰ ہوتی۔ وہ "سوکھی روٹی اور پھوس کے جھونپڑے" کے محتاج ہوتے۔ لیکن مسلمانانِ کشمیر عالی شان محلوں میں رہتے۔ حکومت کے ادارے ان کے قبضہ میں ہوتے۔ وزارتوں پر وہ متمکن ہوتے۔ تو بلاشبہ ہندوؤں کا یہ مطالبہ حق بجانب ہوتا۔ کہ کشمیری ہندوؤں کے لئے روکھی سوکھی روٹی اور پھوس کے جھونپڑے کا تو پربندھ کرو۔ اور ہر حق پسند انسان اس مطالبہ کی تائید کرتا۔ لیکن جب حالت بالکل اس کے برعکس ہے۔ وزارتوں سے لے کر چھوٹی سی چھوٹی سب ملازمتوں پر ہندوؤں اور خصوصاً کشمیری پنڈتوں کا قبضہ ہے۔ ہر قسم کے ریاستی عہدوں پر وہ متمکن ہیں۔ بڑی بڑی جاگیریں ان کے پاس ہیں

ہر قسم کا تجارتی اور صنعتی کاروبار ان کے ہاتھ میں ہے۔ عالی شان محلوں میں وُہ سکونت پذیر ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وُہ سب پر عیاں ہے۔ ان کے پاس نہ کھانے کو اناج اور نہ پہننے کے لئے کپڑا ہے۔ نہ ملازمتوں میں انہیں کوئی دخل ہے۔ نہ تجارتی کاروبار میں ان کا کوئی حصہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی وُہ ہندوؤں کے جور وستم کے لئے وقف ہیں۔ تو پھر سوال کشمیری ہندوؤں کا نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی روکھی سوکھی روٹی۔ اور پھوس کے جھونپڑے کا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہندوؤں کو یہ بھی گوارا نہیں اور وُہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے منہ سے روٹی کا آخری ٹکڑا بھی چھین لیں۔ اور ان کے زندہ رہنے کا کوئی سہارا باقی نہ رہنے دیں ؞

معقولیت اور انصاف پسندی

کیا ہی معقولیت اور انصاف پسندی ہے۔ کہ کہا جاتا ہے۔ اگر مسلمانوں کے ظلم وستم میں کمی کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر انہیں انسانیت کے نہایت ابتدائی حقوق دینے کی تجویز ہے۔ اگر ان کے زندہ رہنے کے کچھ سامان مہیا کرنے کا خیال ہے۔ تو قبل اس کے کہ اس خیال کا اظہار بھی کیا جائے۔ پہلے ان سے چھین کر "ہندوؤں کو مفت زمینیں دی جائیں" ان کے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے "خاص وظائف دے کر ہندوؤں کو صنعت و حرفت سکھلائی جائے" "کارخانے جاری کرنے۔ اور تجارت میں سہولتیں بہم پہونچائی جائیں" اس طرح صرف ان کے لئے روکھی سوکھی روٹی اور پھوس کے جھونپڑے کا پربندھ ہوگا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر اسی کا نام روکھی سوکھی روٹی اور پھوس کے جھونپڑے کا پربندھ کرنا ہے۔ تو بتایا جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ ریاست میں اس وقت تک جو سلوک روا رکھا گیا ہے اور جسے جاری رکھنے پر ہندو اب بھی زور دے رہے۔ اور فتنہ انگیزی کر رہے ہیں۔ اسے کیا کہا جائے گا ؞

مسلمانوں سے ریاست کا سلوک

مسلمانوں کو مفت زمینیں دینی تو الگ رہیں۔ ان کی اپنی زمینوں پر بھی جن پر ان کے آباء واجداد قابض چلے آئے ہیں اس وقت تک انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے۔ اور جو کچھ وُہ زمینوں سے پیدا کرتے ہیں۔ وُہ بھی مختلف طریقوں سے ریاست اور ہندو حکام اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں۔ مسلمانوں کو وظائف دے کر صنعت و حرفت سکھلانا تو الگ رہا۔ وُہ جو کچھ محنت و مشقت سے کماتے ہیں۔ وُہ بھی چھین لیا جاتا ہے۔ انہیں کارخانے جاری کرنے اور تجارت میں سہولتیں بہم پہونچانے کا تو ذکر ہی کیا ہے ان کے کاروبار اور تجارت کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا ؞

ریاست کا اوّلین فرض کیا ہے

پس ریاست کا اولین فرض یہ ہے۔ کہ پہلے وُہ ان مفلوک الحال اور تباہ شدہ مسلمانوں کے لئے زندگی کے سامان مہیا کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ جو اس کی مہربانی سے عسرت اور تنگدستی کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکے ہیں نہ کہ مسلمانوں کے خون سے پلنے والے اور مال و دولت کے انبار رکھنے والے ہندوؤں کے بے ہودہ شور و شر کے آگے جھک کر انہیں اور زیادہ غلبہ و اقتدار دینے کا خیال کرے ؞

ہندوؤں کا فرض

کشمیری ہندوؤں میں اگر کچھ بھی انسانیت کا مادہ باقی ہے۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کو ذلت وادبار کی اس زندگی سے نکلنے دیں جس میں ہندوؤں نے ہی انہیں گرا رکھا ہے اور جب مسلمان اپنی آبادی کے لحاظ سے سرکاری ملازمتوں۔ تجارتی کاروبار۔ صنعت و حرفت۔ مال و دولت میں اس درجہ پر پہنچ جائیں جو ہندوؤں کو اس وقت حاصل ہے۔ اور ان کی اقتصادی اور معاشرتی حالت ہندوؤں کی طرح ہو جائے۔ تو پھر وُہ اپنے لئے مزید مراعات اور سہولتوں کا مطالبہ کریں۔ ورنہ مسلمانوں کو پہلے سے بھی زیادہ کچل کر اور ان کے لئے تباہی و بربادی کے مزید سامان مہیا کر کے اگر ہندو چاہیں۔ کہ وُہ آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور ریاست اس بارے میں ان کی حامی و مددگار بن کر اگر چاہے۔ کہ مسلمانوں کو خاموش کر سکے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ اس طرح کبھی ریاست امن کا منہ نہیں دیکھ سکتی ؞

ریاست کشمیر کیلئے مسلمان وکلاء کی ضرورت

تباہی و بربادی کے بعد مقدمات کی مصیبت میں مبتلاء مسلمانان کشمیر کی قانونی امداد کے لئے مسلمان پلیڈروں کی ضرورت کے متعلق آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے ایک گزشتہ پرچہ میں اعلان شائع ہو چکا ہے۔ امید ہے۔ کہ مظلوموں سے ہمدردی رکھنے والے مسلمان قانون پیشہ اصحاب ضرور اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور کچھ نہ کچھ عرصہ کے لئے اپنی خدمات آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سپرد کر کے ثواب عظیم حاصل کرنے کے مستحق ہونگے ؞

اس سلسلہ میں یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کشمیر کے ہندو شورش انگیزوں اور قانون شکنی کرنے والوں کو نہ صرف دوسری سہولتیں اور آرام حاصل ہیں۔ بلکہ کشمیر کے تمام کے تمام ہندو وکلاء متفقہ طور پر ان کے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۱ مئی) لکھتا ہے:۔

"مقدمات کی پیروی بار کے تمام ہندو وکلاء متفقہ طور پر کر رہے ہیں"

اگر مسلمانوں کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ جمائے رکھنے والے ملک میں شورش پیدا کرنے والے۔ اور قانون شکنی کے مرتکب ہونے والے۔ ہندوؤں کے مقدمات کی پیروی بار کے تمام ہندو وکلاء متفقہ طور پر کر رہے ہیں۔ تو مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کرنے کا فرض مسلمان وکلاء پر جس رنگ میں عائد ہوتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ ریاست میں مسلمان وکلاء کی اور پھر قابل وکلاء کی بہت قلت ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ برطانوی ہند کے مسلمان وکلاء فوراً توجہ فرمائیں اور اسلامی ایثار و قربانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی خدمات آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو پیش کر دیں ؞

جینیوں پر ہندو قانون کا اطلاق

حال میں ہائی کورٹ لاہور کی ایک ڈویژن بنچ نے ایک جینی بیوہ کے متعلق جس نے اپنے متوفی شوہر کی جائداد سے اپنا حصہ حاصل کرنے کا دعوے کیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا ہے کہ جینیوں پر چونکہ ہندو قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ جس کے رُو سے بیوہ کو مشترکہ خاندان میں خاوند کی جائداد کا کوئی حق نہیں پہونچتا۔ اس لئے اس کا دعوے بھی قابل اعتبار نہیں ہے اگرچہ مدعیہ نے بتایا تھا۔ کہ ہندوؤں کے خلاف دہلی کے جینیوں میں ایک خاص رسم جاری ہے۔ جس کے رُو سے بیوہ کو اپنے خاوند کی جائداد حاصل کرنے کا حق ہے۔ مگر ججوں کے نزدیک وُہ اسے ثابت نہیں کر سکی ؞

اس فیصلہ سے ظاہر ہے۔ کہ ان مذاہب کے لوگ جنہیں عقائد کے لحاظ سے ہندوؤں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ لیکن اپنی سیاسی اہمیت کو بڑھانے کیلئے ہندو انہیں اپنے ساتھ شامل ظاہر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انہیں بھی ہندو دھرم کی کوتاہیوں۔ اور انسانی حقوق کے متعلق فروگزاشتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اور جب تک جینی۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہندوؤں سے کلیتہً علیحدگی نہ اختیار کر لیں گے۔ اس وقت تک اس خواہ مخواہ کی مصیبت سے نہ بچ سکینگے ؞

دیوی کی چوری

ہندو اخبارات میں اس بنا پر کہ کانگڑہ کی ہندو پبلک کی طرف سے غم و غصہ اظہار ہو رہا ہے کہ "قدیم قلعہ کانگڑہ سے کٹوچ شاہی خاندان کی دیوی امبیکا جی کی مقدس مورتی" کو کوئی چرا کر لے گیا ہے ہندوؤں نے بڑی بھاری میٹنگ "منعقد کر کے حکام سے درخواست" کی ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں فوری کارروائی کریں۔ اور تحقیقات کے بعد مجرم کو کیفر کردار کو پہنچا کر

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود کا ایک پیش کردہ طریق فیصلہ اور اہلحدیث

"مسلمانوں سے مرزا صاحب کی دل لگی" کے عنوان سے "اہلحدیث" ۲۹ راپریل میں کسی کوتاہ فہم نامہ نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک تجویز کردہ معیار صدق کے متعلق عجیب رنگ میں اپنی حماقت کا ثبوت دیا ہے

مولویوں سے خطاب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں مخالف مولویوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"اے حضرات مولوی صاحبان آپ لوگوں کا یہ خیال کہ ہم مومن ہیں۔ اور یہ شخص کافر اور ہم صادق ہیں۔ اور یہ شخص کاذب اور ہم متبع اسلام ہیں۔ اور یہ شخص ملحد۔ اور ہم مقبول الٰہی ہیں۔ اور یہ شخص مردود اور ہم جنتی ہیں۔ اور یہ شخص جہنمی۔ اگرچہ غور کرنے والوں کی نظر میں قرآن کریم کی رو سے بخوبی فیصلہ پاچکا ہے۔ اور اس رسالہ کے پڑھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حق پر کون ہے۔ اور باطل پر کون۔ لیکن ایک اور بھی طریق فیصلہ ہے۔ جس کی رو سے صادقوں اور کاذبوں اور مقبولوں اور مردودوں میں فرق ہو سکتا ہے۔ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ اگر مقبول اور مردود اپنی اپنی جگہ پر خدا تعالےٰ سے کوئی آسمانی مدد چاہیں۔ تو وہ مقبول کی ضرور مدد کرتا ہے۔ اور کسی ایسے امر سے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہے۔ اس مقبول کی قبولیت ظاہر کر دیتا ہے۔ سو چونکہ آپ لوگ اہل حق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور آپ کی جماعت میں وہ لوگ بھی ہیں جو ملہم ہونے کے مدعی ہیں۔ جیسے مولوی محی الدین و عبد الرحمٰن صاحب لکھو والے اور میاں عبد الحق صاحب غزنوی جو اس عاجز کو کافر اور جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ لہٰذا آپ پر واجب ہے۔ کہ اس آسمانی ذریعہ سے بھی دیکھ لیں۔ کہ آسمان پر مقبول کس کا نام ہے۔ اور مردود کس کا نام۔ میں اس بات کو منظور کرتا ہوں۔ کہ آپ دس ہفتہ تک اس بات کے فیصلہ کے لئے احکم الحاکمین کی طرف توجہ کریں۔ تا اگر آپ سچے ہیں تو آپ کی سچائی کا کوئی نشان یا کوئی اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی جو راستبازوں کو ملتی ہے۔ آپ کو دی جائے۔ ایسا ہی دوسری طرف میں بھی توجہ کروں گا۔ اور مجھے خداوند کریم و قدیر کی طرف سے یقین دلایا گیا ہے۔ کہ اگر آپ نے اس طور سے میرا مقابلہ کیا۔ تو میری فتح ہوگی۔ میں اس مقابلہ میں کسی پر لعنت کرنا نہیں چاہتا اور نہ کروں گا۔ اور آپ کا اختیار رہے۔ جو چاہیں کریں لیکن اگر آپ لوگ اعراض کر گئے۔ تو گریز پر حمل کیا جائیگا۔ میری اس تحریر کے مخاطب مولوی محی الدین، عبد الرحمٰن صاحب لکھو والے اور میاں عبد الحق صاحب غزنوی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی ہیں۔ اور باقی انہیں کے زیر اثر آجائیں گے۔ (صفحہ ۲۶ تا ۲۶۴)

مخالفین کا عجز

یہ طریق فیصلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا۔ نہایت زبردست معیار صدق ہے۔ لیکن کسی مخالف مولوی کو اس رنگ میں اپنی صداقت ثابت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ نہ صرف اس وقت بلکہ آج بھی دنیا میں کوئی ایسا مخالف مرد میدان نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں اس پیشکردہ معیار کے ماتحت اپنی سچائی ثابت کر سکے۔ "اہلحدیث" کے نامہ نگار نے بجائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیشکردہ معیار کے ماتحت اپنی صداقت ثابت کرتا سرے سے ہی اسے ناقابل تسلیم قرار دیدیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"یہ بھی ایک الہامی طریقہ اثبات دعویٰ کا ہے۔ جو مرزا صاحب کے خصائص سے تھا۔ مگر خدانخواستہ اس طریق کا اگر رواج پڑ جائے تو جھوٹوں کو کامیابی کا بڑا ہی ذریعہ ہاتھ آجائیگا۔ جسکا جو جی چاہے گا کسی پر دعویٰ کر کے ثبوت میں یہ بینہ پیش کر دیگا۔ کہ اگر مدعا علیہ سچا ہے تو احکم الحاکمین کیطرف رجوع کرے۔ ضرور کوئی نشانی مل جائیگی جو راستبازوں کو فوق طاقت بشری ملا کرتی ہے۔ اور جب مدت معینہ میں نہ ملے۔ تو اپنا دعویٰ ثابت"

مغالطہ دہی کی کوشش

اس عبارت میں کئی طریق پر دھوکا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اول تو یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس طریق فیصلہ کو یکطرفہ ظاہر کیا گیا ہے یعنی آپ کا یہ مطلب ہے! کہ مخالف مولوی اللہ تعالےٰ کیطرف توجہ کریں۔ اگر ان کی تائید میں کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ تو میں سچا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق بھی صاف الفاظ میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ "ایسا ہی دوسری طرف میں بھی توجہ کرونگا اور مجھے خداوند کریم و قدیر کی طرف سے یقین دلایا گیا ہے۔ کہ اگر آپ نے اس طور سے میرا مقابلہ کیا۔ تو میری فتح ہوگی" گویا دو فریق اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کریں گے۔ جو فریق اللہ تعالےٰ کے حضور مقبول ہوگا۔ اس کی تائید میں اللہ تعالےٰ کیطرف سے کوئی نشان ظاہر ہوگا۔ اور جو مقبول نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس پر اپنی قبولیت کا دروازہ بند کر دیگا۔ پس یہ یکطرفہ دعا نہیں۔ بلکہ دونوں فریق کی بالمقابل دعا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ طریق پیش کرنے سے قبل تحریر فرمایا

"ایک طریق بہت آسان ہے۔ اور وہ درحقیقت قائم مقام مباہلہ ہی ہے۔ جس سے کاذب اور صادق اور مقبول اور مردود کی تفریق ہو سکتی ہے" اور ظاہر ہے۔ کہ مباہلہ میں ہر دو فریق ایک دوسرے کے مقابل پر دعا کرتے ہیں۔

پس اہلحدیث کے نامہ نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس واضح اور فیصلہ کن معیار کو ان الفاظ میں پیش کر کے کہ مخالف دعا کریں۔ اگر ان کی تائید میں کوئی نشان ظاہر نہ ہوا تو میں سچا۔ سخت مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔

کیا جھوٹوں کو بھی خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہو سکتی ہے

پھر نامہ نگار نے اسلام سے قطعاً ناواقفیت کا ثبوت یہ لکھ کر دیا ہے۔ کہ

"خدانخواستہ اس طریق کا اگر رواج پڑ جائے۔ تو جھوٹوں کو کامیابی کا بڑا ہی ذریعہ ہاتھ آجائے گا۔ جس کا جو جی چاہیگا کسی پر دعویٰ کر کے ثبوت میں یہ بینہ پیش کر دیگا۔ کہ اگر مدعا علیہ سچا ہے۔ تو احکم الحاکمین۔ کیطرف رجوع کرے۔ ضرور کوئی نشانی مل جائے گی"

گویا اہلحدیث کے نزدیک جھوٹوں اور مفتریوں کی تائید میں بھی اللہ تعالےٰ نشانات ظاہر کر دیا کرتا ہے۔ اگر معترض کوتاہ فہمی سے حصہ نہ رکھتا۔ اور اگر اسے ذرہ بھی اللہ تعالےٰ کی سنت کا علم ہوتا۔ تو وہ کبھی یہ نہ لکھتا۔ کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جھوٹے اور مفتری ہرگز اللہ تعالےٰ کی تائید کے مستحق نہیں ہوتے خود اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی ہی اس جہان میں آسمانی نشانات سے مدد کرتے ہیں۔ اور اگلے جہان میں بھی کریں گے۔ پھر فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ خدا نے یہ لکھ دیا ہے۔ کہ میں اور میرے رسول ہی دنیا پر غالب آئیں گے۔ پس جبکہ قرآن مجید پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ جھوٹے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی تائید نہیں ہوتی۔ تو پھر جب مخالف مولویوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی غیرت جوش میں نہ آئے۔ اور ان کے لئے وہ اپنے نشانات نازل نہ فرمائے لیکن ان کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلبہ اور نصرت عطا کرے۔ اور نشانات دے۔ تو کیا یہ ثبوت آپ کی صداقت کا نہیں ہوگا۔ یہی امر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ بالا تحریر میں پیش فرمایا۔ کہ مخالف مولوی اگر اور فیصلوں کو نہیں مانتے۔ تو آئیں اور اس طرح اللہ تعالےٰ کی تائید کا مشاہدہ کریں۔ وہ بھی دعا کریں۔ اور ہم بھی دعا کرتے ہیں۔ پھر دیکھیں۔ کہ کس پر اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہے۔ اور کس پر بند کرتا ہے مگر کوئی شخص اس معیار کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے سامنے نہ آیا۔ اگر کوئی آجاتا۔ تو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہوجاتی۔ لیکن کسی کے نہ آنے پر بھی آپ کی صداقت ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالفین سے کہا۔ آؤ دعا کے رنگ میں میرا مقابلہ کرلو۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ آپ کے مقابلہ میں کھڑے ہوکر وہ خدا تعالیٰ کی تائید ہرگز حاصل نہیں کرسکتے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن مخالفوں کو اپنے مقابل پر بلایا تھا۔ ان میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ حضور ان کا دوسری جگہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"بالآخر میں یہ بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ اگر آپ مجھے مکار اور غیر مسلم خیال کرتے ہیں۔ تو آؤ اس طریق سے بھی مقابلہ کرو۔ ہم دونوں نشان قبولیت ظاہر ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں تا جس کے شامل حال نصرت الٰہی ہوجائے۔ اور قبولیت کے آسمانی نشان اس کے لئے خدا کی طرف سے ظاہر ہوں۔ وہ اس علامت سے لوگوں کی نظر میں اپنی قبولیت کے ساتھ شناخت کیا جائے۔ اور جھوٹے کی ہر روزہ کشمکش سے لوگوں کو فراغت اور راحت حاصل ہو۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف اپنے اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ درخواست اس وقت مسموع ہوگی۔ کہ جب تم اول اپنے عقائد کا عقائد اسلام ہونا ثابت کروگے۔ غیر مسلم (یعنی جو مسلمان نہیں) خواہ کتنا ہی آسمانی نشان دکھاوے۔ اہل اسلام اس کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اب ناظرین انصافاً فرمائیں۔ کہ جس حالت میں اس ثبوت کے لئے درخواست کی گئی تھی۔ کہ تا ظاہر ہوجائے۔ کہ فریقین میں سے حقیقی اور واقعی طور پر مسلمان کون ہے۔ پھر قبل از ثبوت ایک مسلمان کو جو لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ کا قائل اور معتقد ہو۔ غیر مسلم کہنا اور لست مسلماً کہکر پکارنا کس قسم کی مسلمانی اور ایمانداری ہے × × × × × × آخر مقبولوں کو ہی آسمانی مدد ملتی ہے۔ اگر میں بقول ان کے مردود ہوں اور وہ مقبول ہیں۔ تو پھر ایک مردود کے مقابل پر آنا کیوں ڈرتے ہیں"

(ازالہ اوہام صفحہ ۹۰۵)

مگر باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بار بار بلانے کے نہ تو مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے مقابل پر آسکے۔ اور نہ ہی کوئی اور۔

نشانات الٰہیہ صداقت کا ثبوت ہیں

نامہ نگار اہلحدیث کی مخبوط الحواسی کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ اس معیار صدق کو خلاف قرآن قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے

"خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجودیکہ ہزارہا معجزے عطا کئے شق قمر تک آپ کے دست مبارک سے ہوا۔ مگر بعض وقت حسب خواہش کفار کوئی نشانی بھی نہیں دی گئی۔ اب مرزا صاحب کی طلب پر کیا ضرورت کہ کوئی نشانی اہل حق سے ظاہر ہو۔ اور نہ ہونے سے اہل حق کی حقانیت میں بھی فرق آجائے اگر وہ ضرور ہوتا۔ تو معاذ اللہ اس وقت کفار اہل حق ٹھہر جاتے پھر اس نشانی کے ظاہر نہ ہونے سے مرزا صاحب کا حق پر ہونا کیونکر ثابت ہوسکتا تھا۔"

بے شک بعض اوقات کفار کی طلب پر اللہ تعالیٰ نے ویسے نشان نہیں دکھائے۔ جیسے انہوں نے مانگے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اپنی صداقت اور خدا کے قرب کا دعویٰ کرکے آپ کی تکذیب کے لئے کسی نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ کرانا چاہا ہو۔ اور اسے آپ نے قبول نہ کیا ہو۔ اس کے لئے تو آپ نے خود مخالفین کو بلایا۔ جیسا کہ آیت مباہلہ سے ہی ثابت ہے۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے مقابل پر کوئی نہ آیا۔ اور اس طرح سب نے اپنے عجز کا ثبوت اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے محروم ہونے کا نشان پیش کردیا۔

کہا جاتا ہے۔ "کیا ضرورت کہ کوئی نشانی اہل حق سے ظاہر ہو" گویا قرآن مجید جو شروع سے آخر تک بتارہا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اہل حق کی تائید کرتا۔ اور ان کے لئے نشانات ظاہر کرتا ہے۔ یہ سب نعوذ باللہ باطل اور محض قصہ کہانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول۔ یعنی عالم الغیب ہستی اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ اپنے غیب پر بکثرت سوائے رسولوں کے اور کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی تائید میں کثرت کے ساتھ آسمانی نشانات نازل کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح مومن آل فرعون کا ذکر کرتا ہوا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم اگر یہ رسول سچا ہے۔ تو پھر اس کی پیشگوئیوں میں سے بعض تم کو ضرور پہنچ جائیں گی۔ گویا پیشگوئیوں کو علامت صدق قرار دیا گیا۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے وہی معیار بیان فرمایا ہے۔ جسکا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ خدا تمہیں علم غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ وہ تو اپنے رسولوں کے ساتھ ہی ایسا سلوک کرتا ہے۔ پس قرآن مجید کی یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی تائید میں آسمانی نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ جو ان کی صداقت کا ثبوت ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کا ذکر کیا۔ اور تمام موجود الوقت علماء کو چیلنج دیا۔ کہ جب تم اپنے آپ کو راستی پر سمجھتے ہو۔ اور مجھے جھوٹا جہنمی اور مردود خیال کرتے ہو تو اس کا خدا سے فیصلہ کرالو۔ جسکا طریق یہ ہے۔ کہ تم اللہ کے حضور دعا کرو۔ کہ وہ تمہاری سچائی کے لئے کوئی آسمانی نشان ظاہر فرمائے میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں۔ کہ میری صداقت کا نشان دکھائے۔ پھر پتہ لگ جائیگا۔ کہ کون حق پر ہے۔ اور کون باطل پر۔

حضرت مسیح موعود کی تحدی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے علم کے ماتحت قبل از وقت فرما دیا تھا۔ کہ اگر ایسا مقابلہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ میری ہی تائید فرمائیگا۔ اور میرے مخالفوں پر قبولیت کا دروازہ بند کردیگا۔ آخر دنیا نے دیکھا۔ کہ علماء میں سے کوئی شخص آپ کے مقابل پر نہ آیا۔ جس سے ثابت ہوگیا۔ کہ ان مخالفوں کے دل محسوس کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ان سے چھین لی گئیں۔ وہ ایک قشر کی طرح رہ گئے۔ جس سے مغز جاتا رہا۔ اور اس ہڈی کی طرح ہوگئے۔ جسکا گوشت گھل گیا۔

سرخی کے چھینٹوں کے متعلق ایک اعتراض کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن نشانات پر مخالفین اپنی ناسمجھی کیوجہ سے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ نشان بھی ہے جس میں ایک کشف کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قمیص پر سرخ رنگ کے چھینٹے پڑے۔ مادہ پرست اور اسرار الٰہی سے ناواقف انسان کہتے ہیں۔ کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے عالم ظاہری میں سرخ رنگ کے چھینٹے آپڑیں۔ وہ ایسے نشانات کو عقل و فہم سے بالا قرار دیتے ہیں۔ ہم ایسے معترضین کے لئے ذیل میں چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ (۱) حضرت عبداللہ بن الجلاء صوفی کا واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایکدفعہ وہ مدینہ منورہ میں بھوکے تھے۔ بھوک کی شدت کی حالت میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر آئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں آپکا مہمان ہوکر بھوکا ہوں۔ پھر ذرا پرے ہٹ کر سو گئے۔ خواب میں انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روٹی دی۔ جسکا کچھ حصہ انہوں نے کھالیا۔ اور جب جاگے۔ تو بقیہ حصہ ہاتھ میں تھا۔

(منتخب الکلام فی تعبیر الاحلام مصنفہ ابن سیرین و تذکرۃ الاولیاء)

(۲) بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ایکدن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوئے۔ تو سخت غمگین تھے۔ اور آپکے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی۔ جسے آپ الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ حسین عراق کی سرزمین میں قتل کیا جائیگا۔ اور یہ اسی کی مٹی ہے۔ (شرح سر الشہادتین صفحہ ۸۳)

(۳) حضرت اسماعیل صاحب شہید دہلوی کے متعلق لکھا ہے۔ انہیں ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تین کھجوریں دیں۔ اور اپنے ہاتھ سے کھلائیں۔ جب بیدار ہوئے تو آپکے منہ میں کھجوروں کا ذائقہ تھا (صراط مستقیم صفحہ ۱۶۵) جو لوگ ان واقعات کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا نشان پر اعتراض کرنا ہرگز زیبا نہیں۔

تحقیق الادیان

مسئلہ تثلیث فی التوحید کا رد

عیسائیوں میں شرک

اللہ تعالےٰ کی طرف سے جتنے بھی انبیاء مبعوث کئے گئے ان کا مقصد اعظم توحید حقیقی کا قیام تھا۔ ہر ایک نبی نے اسی امر کے لئے ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کا سامنا کیا۔ توحید حقیقی کے پھیلانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی۔ اور شرک کے ملیامیٹ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ باوجود ان تمام مساعی کے پھر بھی بعض انبیاء کرام کی وفات کے بعد ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا جو توحید حقیقی سے برگشتہ ہو کر بندوں کی پوجا میں گرفتار ہو گیا چنانچہ مسیحی صاحبان کی بھی ایسی حالت ہوئی۔ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھنے لگ گئے۔ اور تثلیث فی التوحید (تین ایک میں اور ایک میں تین) الوحدۃ فی التثلیث یعنی تینوں کو علیحدہ علیحدہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ تینوں کا لاہوت ایک ہی ہے کا عقیدہ انہوں نے ایمانیات میں شامل کر لیا ؎

تثلیث کی تشریح

عیسائی صاحبان تثلیث کی تشریح یوں کرتے ہیں۔ کہ تین اقنوم میں سے ایک کو ذات دوسرے کو علم اور تیسرے کو حیات یقین کرتے ہیں۔ ذات سے مراد اب۔ علم سے ابن اور حیات سے روح القدس لیتے ہیں۔ اور ان تینوں کو واجب الوجود اور جلال و عزت میں یکساں سمجھتے ہیں۔

یہ ہے اجمالی طور پر مسیحیوں کا تثلیث فی التوحید کے بارے میں عقیدہ۔ جو ان کے نزدیک مسلم ہے۔ اس مسئلہ کو درست اور صحیح ثابت کرنے کے لئے وہ بہت ہاتھ پیر مارتے ہیں۔ لیکن اس بے بنیاد مسئلہ کے لئے مسیحی علماء کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں۔

پادری عبد الحق تثلیث کی تائید میں

پادری عبد الحق صاحب جن پر عیسائیوں کو بڑا ناز ہے چند دلائل اس مسئلہ کے ثابت کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں مگر وہ محض چند منطقی اصطلاحات کا مجموعہ ہیں۔ اس وقت پادری صاحب کی دلیل اول کہ جسے انہوں نے رسالہ "تثلیث فی التوحید" میں بھی درج کیا گیا ہے بطلانت پیش کی جاتی ہے۔

پادری صاحب نے دلیل اول ان الفاظ میں پیش کی ہے۔

"اگر ہر طرح کی کثرت کا مفہوم حادث مانا جائے۔ تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک طرح کی وحدت کا مفہوم حادث ہو۔ بیان ملازمت یہ ہے کہ وحدت بمقابلہ کثرت کے ہے۔ نہ کہ کوئی علیحدہ موجود خارجی کیونکہ کثرت تکرار وحدت اور وحدت بتجزیہ کثرت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور وحدت عام اور کثیر خاص۔ کیونکہ کثیر مجموعہ احاد کا نام ہے یعنی کثیر واحد سے زائد کو کہتے ہیں۔ اور زائد کی زیادتی لیے انتہا کم سے کم ہوا کرتی ہے۔ پس واحد سے زیادہ کا نام کثیر ہے اور کثیر سے کم کا نام واحد ہے۔ غرضیکہ شے کے بغیر کمی کا مفہوم کچھ نہیں۔ ویسے ہی بغیر کثرت کے وحدت کوئی شے نہیں۔ وحدت و کثرت اور فوقیت و تحتیت ایسی صفات نہیں جو کہ خارج میں قائم بموصوف ہوں۔ بلکہ یہ مفہومات بہ نسبت یکدیگر اور امور اعتباریہ سے متعلق ہیں۔ اور فوقیت بغیر تحتیت اور تحتیت بغیر فوقیت اور اسی طرح کثرت بلا وحدت اور وحدت بلا کثرت کوئی مفہوم ہی نہیں۔ پس اگر ذات واجب تعالےٰ ہر طرح کی کثرت کے مفہوم سے خالی مانی جائے۔ تو بغیر نسبت و تقابل اس سے کسی طرح کی وحدت کیسے منسوب ہو سکتی ہے۔"

یہ وہ دلیل ہے جس پر پادری عبد الحق صاحب کو خاص طور پر اور علماء مسیحی کو عموماً ناز اور فخر ہے۔ مگر بادنیٰ غور معلوم ہو جاتا ہے کہ پادری صاحب نے سوائے چند اصطلاحیں جمع کر دینے کے اور کچھ نہیں کیا۔

میں اس وقت اس دلیل کے چھ جواب پیش کرتا ہوں۔

پہلا جواب

اگر کثرت کا مفہوم بغیر وحدت کے مفہوم کے انسانی تصور میں نہیں آسکتا۔ اور اوپر نیچے کی طرح ایک کے مفہوم کے سمجھنے کے لئے دوسرے کا مفہوم سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ بغیر بیشی کے اور بیشی بغیر کمی کے کوئی مفہوم نہیں رکھتی۔ اور وحدت و کثرت میں تلازم ہے۔ اس لئے جہاں وحدت پائی جائیگی۔ وہاں کثرت کا پایا جانا بھی ضروری ہو گا۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعینہٖ اسی طرح یہ کہنا پڑیگا۔ کہ وجوب کے مفہوم کے لئے امکان کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے اور وجود کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا۔ جبتک کہ عدم کے مفہوم کو نہ سمجھا جائے۔ اور لطافت کے لئے کثافت۔ علم کے لئے جہالت کا قدرت کے لئے ضعف کا۔ زندگی کے لئے موت کا۔ عزت کے لئے ذلت کا پاکیزگی کے لئے ناپاکی کا وغیرہ ذالک۔ اس لئے ذات باری کو (نعوذ باللہ) صرف جامع الکثرت والوحدت ہی نہیں کہنا پڑیگا۔ بلکہ موت و حیات قدرت ضعف ذلت و عزت پاکیزگی اور ناپاکی کا بھی جامع سمجھنا پڑیگا۔ وتعالی اللہ عما یصفون

دوسرا جواب

اگر وحدت و کثرت وغیرہ مفہومات بہ نسبت یکدیگر امور اعتباریہ سے متعلق ہیں۔ اور جہاں وحدت پائی جائے گی ضروری ہے۔ کہ کثرت بھی پائی جائے۔ تو خاوند اور بیوی بادشاہ اور رعایا۔ آقا اور غلام یہ بھی سب نسبتی امور ہیں۔ اس لئے وحدت و کثرت کے مطابق ان میں سے جب کوئی پایا جائے۔ تو لازماً اس میں دوسرا بھی اس کے مقابل میں پایا جانا چاہیئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔

تیسرا جواب

پھر وحدت اور کثرت کا مفہوم سمجھنے کے لئے تو یہ اصول صحیح ہے کہ ایک کا تعقل دوسرے کے تعقل پر موقوف ہے۔ لیکن وحدت اور کثرت کے مصداق کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ دوسرے کا بھی مصداق ہو۔ بلکہ جو وحدت کا مصداق ہو گا۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ کثرت کا مصداق نہ ہو۔ اور جو کثرت کا مصداق ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ وحدت کا مصداق نہ ہو۔ کیونکہ واحد اسے کہتے ہیں۔ جو کثیر نہ ہو یعنی جب تک کوئی کثرت سے بالکل خالی نہ ہو۔ اسے واحد نہیں کہہ سکتے اسی طرح جو کثیر ہو گا۔ وہ واحد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کثیر کے معنی ہیں واحد سے زائد۔ اس لئے جب تک وحدت رہے گی۔ اور زیادتی شامل نہ کی جائے گی۔ کثرت کا مفہوم پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس مصداق اور مفہوم میں زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ضدین کا اجتماع فی العلم ہو سکتا ہے مگر وجود میں ان کا اجتماع ناممکن ہے۔

چوتھا جواب

یہ کہنا۔ کہ وحدت چونکہ بالمقابلہ کثرت کے ہے۔ اس لئے جہاں وحدت پائی جائے۔ وہاں کثرت بھی پائی جانی چاہیئے۔ اگر اس اصول کو صحیح بھی تسلیم کر لیں۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ پھر اقانیم کی تعداد تین تک محدود نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ وحدت کے مفہوم کے مقابلہ میں کثرت کا مفہوم ہے۔ اور کثرت کا مفہوم تین کے عدد میں مقید و منحصر نہیں۔ بلکہ کثرت کے معنے ہیں دو سے لے کر الیٰ مالانہایہ پس اگر ذات باری میں وحدت کے لئے کثرت ضروری ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ وہ ایک بھی ہے۔ اور دو سے لیکر الیٰ مالانہایہ بھی ہے۔ اور اس عقیدہ سے اگر توحید باطل ہوتی ہے۔ تو تثلیث بدرجہ اولیٰ باطل ہو جاتی ہے ؎

پانچواں جواب

اگر ہم اس اصول کو تسلیم کر لیں۔ کہ وحدت کے لئے کثرت ضروری ہے۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس قسم کی وحدت پائی جائیگی۔ لازماً اسی قسم کی کثرت کا پایا جانا ضروری ہو گا۔ مثلاً اگر اللہ تعالےٰ میں وحدت ذاتی ہے۔ تو کثرت بھی ذاتی ہونی چاہیئے۔ اور اس طرح سے تعدد الٰہ لازم آتا ہے۔ اور یہ عیسائیوں کو بھی مسلم نہیں ؎

اسی طرح جس قسم کی کثرت ہوگی۔ ضروری ہے۔ کہ اسی قسم کی وحدت بھی ہو۔ مثلاً اگر کثرت اقنومی ہے۔ تو وحدت بھی اقنومی ہونی چاہیئے اور یہ بھی سب عیسائیوں کو مسلم نہیں۔

پس عیسائی جس اصول اور جس طریق کو بھی اس لئے اختیار کریں۔ کہ وحدت کے لئے کثرت ضروری ہے۔ انکو عملاً تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ جس قسم کی وحدت کے ذات باری میں قائل ہیں۔ اسی قسم کی کثرت کے قائل نہیں۔ اور جس قسم کی کثرت کے قائل ہیں۔ اسی قسم کی وحدت کے قائل نہیں۔

پس ان کے عمل اور فعل سے بھی ثابت ہے ۔ کہ وحدت کے لئے کثرۃ اور کثرت کے لئے وحدت کا پایا جانا ضروری نہیں ۔

اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ وحدت کے لئے ضروری نہیں کہ اس کے مقابلہ میں اسی قسم کی کثرت بھی پائی جائے ۔ بلکہ اتنا ہی کافی ہے ۔ کہ کسی قسم کی وحدت کے مقابلہ میں کسی قسم کی کثرت ہو ۔ تو گو یہ جواب غلط ہوگا ۔ کیونکہ وحدت اور کثرت کا مقابلہ لفظی نہیں ۔ کہ لفظ وحدت اور کثرت سے دکھا کر کسر پورا کیا جا سکے ۔ بلکہ عیسائیوں کی دلیل کے رو سے مفہوم وحدت اور مفہوم کثرت میں تقابل ہے ۔ یعنی جس قسم کی وحدت ہوگی اسی قسم کی کثرت بھی ہونی چاہئیے ۔ اس لئے یہ جواب گو صحیح نہیں ۔ لیکن ہم تھوڑی دیر کے لئے اسے تسلیم کر کے عیسائیوں سے کہتے ہیں اس جواب کی رو سے اقانیم کی کثرت کوئی دلیل نہ رہی کیونکہ جہاں تم خدا میں وحدت ذاتی تسلیم کرتے ہو ۔ وہاں تم اس کی صفات کی کثرت کے بھی قائل ہو ۔ پس اگر کسی قسم وحدت کے لئے کسی قسم کی کثرت کی ضرورت ہے تو صفات کی کثرت اس لزوم اور ضرورت کو پورا کر رہی ہے ۔ اقانیم کی کثرت کی کوئی ضرورت نہ رہی ۔ اور اس سے تمہارے اقانیم کی کثرت باطل ہو جائیگی ۔

چھٹا جواب

عقلاً جو تعلق پادری عبدالحق صاحب نے وحدت اور کثرت کا پیش کیا ہے بعینہٖ بغیر کسی فرق کے وہی تعلق کثرت کے ہر فرد کو دوسرے فرد سے حاصل ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ کثرت کا ہر فرد زیادتی کو ملا کر دوسرا فرد بن جاتا ہے اور وہ دوسرا فرد زیادتی کی نفی کر کے پہلا فرد ہو جاتا ہے ۔ پس کثیر کا ہر فرد لازماً کثیر کے دوسرے تمام افراد سے وہی تعلق رکھتا ہے جو وحدت اور کثرت میں واقع ہے یعنی جزو ہونا اور مجموعہ ہونا ۔ اگر اس تعلق کی وجہ سے ضروری ہے کہ وحدت بغیر کثرت کے نہ پائی جائے ۔ تو ساتھ ہی یہ بھی لازم ہوگا ۔ کہ جہاں کثیر کا کوئی فرد پایا جائے وہاں کثیر کے تمام افراد پائے جانے ضروری ہونگے ۔ اور اگر ذات باری کی وحدت کے لئے اقانیم کی تین والی کثرت ضروری ہے تو اس دلیل سے اس تین والی کثرت کے لئے چھ والی کثرت کا پایا جانا ضروری ہے اور اس طرح یہ ذات باری کے لئے صرف تثلیث نہیں بلکہ تسدیس بھی ضروری ہوگی ۔

خاکسار :- شیخ مبارک احمد مولوی فاضل جامعہ

حکیم محمد حسین صاحب قریشی مرحوم رضی

حکیم صاحب مرحوم کسب سے اول میری ملاقات ۱۸۹۱ء میں ہوئی جب کہ میں حضرت حکیم الامۃ مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سفارش سے جموں کے ہائی سکول میں انگلش ٹیچر مقرر ہوا ۔ اس وقت حکیم صاحب موصوف حضرت مولوی صاحب سے علم طب کی تحصیل کرتے تھے ۔ اس کے بعد جب عاجز قادیان آتا ۔ تو قادیان یا لاہور میں ان سے ملاقاتیں ہوتی رہیں ۔ لیکن زیادہ گہری واقفیت ان سے تب ہوئی ۔ جب کہ عاجز ۱۸۹۵ء میں جموں اسکول سے مستعفی ہو کر پہلے حمایت اسلام لاہور کے ہائی سکول میں مدرس ہوا ۔ اور قریباً چھ ماہ کے بعد دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور میں آڈیٹری کے کام پر ملازم ہو گیا ۔ حکیم صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ کے ابتدائی دوستوں میں سے تھے ۔ لاہور سے ادویہ اور دیگر اشیاء کے منگوانے کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضرورت ہوتی ۔ تو ایسے کاموں کے واسطے حضرت اقدس حکیم صاحب کو یا منشی تاج الدین صاحب مرحوم کو خط لکھتے یا کوئی آدمی ان کے پاس بھیجتے تھے ۔ اور حکیم صاحب بہت کوشش اور محنت کے ساتھ ایسی خدمات بجا لاتے تھے اور عمدہ سے عمدہ اشیاء بہم پہنچانے کی سعی کرتے تھے ۔ میں ہنوز لاہور میں ملازم تھا جبکہ پیر صاحب گولڑوی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر نویسی میں مقابلہ کے واسطے چیلنج دیا ۔ اور پیر صاحب چالاکی کر کے اپنے بہت سے مریدوں کو ساتھ لے کر لاہور آ گئے ۔ کہ مرزا صاحب لاہور میں آئیں پہلے میرے ساتھ زبانی بحث کریں پھر تفسیر کا مقابلہ ہوگا ۔ جس میں ان کی غرض یہ تھی ۔ کہ زبانی بحث میں ان کے مرید جو کثرت سے جمع ہو گئے تھے ۔ شور مچا کر یہ مشہور کر دیں گے ۔ کہ پیر صاحب جیت گئے ۔ اور تفسیر نویسی کے مقابلہ کی نوبت نہ آئے گی ۔ اس وقت میں نے متعدد اشتہار لکھے جن کے چھپوانے اور شائع کرنے اور شہر میں چسپاں کرنے کا انتظام حکیم صاحب اور دیگر احمدی برادران لاہور کرتے تھے ۔ ان تمام اشتہارات اور حالات کو میں نے ایک رسالہ کی صورت میں ترتیب دیا جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واقعات صحیحہ تجویز فرمایا ۔ یہ رسالہ بھی حکیم قریشی صاحب نے ہی اپنے انتظام میں چھپوایا اور شائع کیا اور باہر کے اکثر دوستوں نے بھی اس کے اخراجات میں امداد فرمائی ۔ چھپوائی کے کام میں حکیم صاحب کو خاص تجربہ تھا ۔ لائق خوشنویس کاتبوں سے ان کی واقفیت تھی اور عموماً اس قسم کے سلسلہ کے کاموں میں وہ بہت تندہی سے مصروف رہتے ۔

مرحوم موجد مفرح عنبری تھے ۔ جو انسانی جسم و دماغ کے واسطے ایک بہت مفید اور پر اثر مقوی دوائی ہے اس دوائی کے واسطے نہایت خوشخط رنگین پوسٹر اور اشتہارات چھاپ کر وہ دور دور ملکوں میں بھیجا کرتے تھے ۔ یہ تو ہر طبیب کرتا ہے ۔ مگر مرحوم کی عادت تھی ۔ کہ ان اشتہارات کے ساتھ بعض دفعہ سلسلہ کی صداقت کا لٹریچر بھی اپنے خرچ سے منگوا کر یا چھاپ کر مفت لوگوں کو بھیجتے رہتے تھے اور ان کی اس کوشش کا نتیجہ تھا ۔ کہ کئی لوگ ان کے ذریعہ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے ۔ چنانچہ حضرت مولانا مولوی عبد الواحد صاحب ساکن برہمن بڑیہ بنگال جن کے ذریعہ سے کئی سو آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ۔ انہوں نے مجھ سے خود بیان فرمایا ۔ کہ ہمیں تو سلسلہ کی خبر حکیم قریشی صاحب سے ہوئی تھی ۔ ان کے اشتہارات ادویہ کے ہمارے پاس آیا کرتے تھے ۔ ان کے اندر انہوں نے ایک دفعہ ایک اشتہار بھی بھیج دیا ۔ جس میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر تھا اسے پڑھ کر ہم نے کچھ کتابیں منگوائیں ۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر روشنی اتاری اور حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کر کے سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوئے ۔

حکیم صاحب نے بارہا میرے اور دیگر واعظین کے لیکچروں کا انتظام لاہور میں کیا ۔ اور جماعت لاہور کے نظام میں وہ مختلف خدمات ادا کرتے رہے ۔ فنانشل سکرٹری ۔ جنرل سکرٹری اور امیر جماعت احمدیہ لاہور مختلف ضرورتوں کے وقت وہ مقرر ہوتے رہے ۔ اور ہمیشہ اپنی خدمات کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہے ۔ اکثر تنازعات جو جماعت میں ہو جاتے وہ ان کی کوشش سے سلجھ جاتے ۔ اور صلح صفائی ہو جاتی ۔ لاہور میں احمدیوں کی جو مسجد طیار ہوئی ہے ۔ وہ ان کی امارت کے ایام میں تیار ہوئی ۔ اور جس میں بہت سا حصہ ان کے عزم اور استقلال اور ہمت کا ہے ۔ اور میرا یقین ہے ۔ کہ ان کے کارناموں میں سے یہ ایک کارنامہ ہے ۔ کہ ایک ایسی شاندار عمارت اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے لاہور میں طیار ہو گئی ۔ جو لاہور میں سے گذرنے والے احمدیوں کے واسطے نہ صرف مسجد بلکہ مہمان خانہ اور لیکچر گاہ کا بھی کام دے رہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ

1399

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا انتخاب اور اسلامی پریس

وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے انتخاب کے متعلق اسلامی پریس نے جو نوٹ شائع کئے ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور ہندو

اس پر کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ ایم۔ ایل۔ سی نے آنریبل میاں سر فضل حسین کی جگہ رکن تعلیمات کا عہدہ منظور فرما لیا ہے۔ ہندو سیاسی حلقے بے انتہا مضطرب ہیں۔ اور تو اور "ٹریبیون" ایسے اخبار نے فرقہ وارانہ میں ڈوبا ہوا شذرہ حوالہ قرطاس کیا۔ اور محض اس جرم پر کہ چوہدری صاحب مسلم مطالبات کے زبردست حامی اور مؤید ہیں۔ ان کی لیاقت و قابلیت سے بھی انکار کیا۔ بلکہ یہاں تک لکھ مارا۔ کہ بحیثیت قانونی پیشہ بھی آپ کوسے سبقت نہیں لے جا سکے۔ غضب کی بات ہے۔ کہ تعصب اس درجہ انسان کو اندھا کر دے۔ کہ محض کسی شخص کے کانگریس سے اختلاف رکھنے کے باعث اسے جلیل القدر عہدہ کا نااہل قرار دیا جائے۔ سیدھی بات ان میں سے کوئی نہیں کہتا۔ اور اینٹ کی سنت اڑاتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ فرقہ واریت حصول عہدہ کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کے مطالبہ کا صاف مقصد یہ ہے۔ کہ ایسے مسلمان کو کیوں رکنیت کا جلیل القدر عہدہ دیا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں کی غالب ترین اکثریت کا ہم خیال ہو۔ کیونکہ اسے وہ اپنے ڈھب پر نہ لگا سکیں گے۔ اور ان کا بہت بڑا مقصد فوت ہو جائے گا۔ یہ چیخ پکار اسی لئے ہے ورنہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ہر طرح اس عہدہ کے اہل ہیں۔ ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (ریاست ۲۵ مئی)

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا تقرر

وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں عارضی طور پر جو جگہ خالی ہوئی ہے۔ اس کے لئے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی نامزدگی پر ٹریبیون بہت بگڑ رہا ہے۔ سب سے بڑی دلیل اس نے یہ پیش کی ہے۔ کہ چوہدری صاحب انتظامی تجربہ نہیں رکھتے کیا اس کا منشا یہ ہے۔ کہ ایسے ذمہ وار عہدہ کو سنبھالنے کے لئے دفتر میں بیٹھ کر کام کرنے کا تجربہ ہونا چاہیئے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ٹریبیون اسے ضروری نہیں سمجھتا۔ یا کم از کم اس وقت تک نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے ایسے مناصب کے لئے ہمیشہ پبلک آدمیوں کے منتخب کئے جانے کی مناسبت پر زور دیا ہے۔ جو دفتری حکومت کی دلدل سے نکل کر کام کرنے کے اہل ہوں۔ اور اپنے مفوضہ امور میں ملک کو نئی روشنی اور تازہ افکار سے فائدہ پہنچا سکیں۔ اگر ایسے مناصب کے لئے دفتری تجربہ ضروری ہے۔ تو آئی۔ سی۔ ایس کے لوگ ان کے لئے زیادہ موزوں ہوں گے لیکن ہمیں یقین ہے۔ "ٹریبیون" اس خیال کو بھی نفرت کرے گا۔ کہ ایسے عہدے سول سروس والوں کے حوالے کر دیئے جائیں۔ کسی صوبہ میں نئے گورنر کے تقرر کے وقت "ٹریبیون" آئی۔ سی۔ ایس۔ والوں کو گورنر بنا دینے کی نامعقولیت پر نہایت طول و طویل مضامین لکھا کرتا ہے۔ ان کے انتظامی تجربہ کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ وائسرائے کی کونسل میں کام کی نوعیت ایسی ہے۔ کہ وہاں گورنروں سے بھی زیادہ نئی روشنی اور تازہ افکار رکھنے والے آدمی کی ضرورت ہے۔

اس ضمن میں ہم بعض سوالات دریافت کرتے ہیں۔ جن پر غور کر کے "ٹریبیون" فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں جب مسٹر رمزے میکڈانلڈ برطانیہ کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ تو کیا وہ کوئی دفتری تجربہ رکھتے تھے۔ یا مسٹر سنوڈن یا لارڈ پارمور کو کوئی ایسا تجربہ تھا۔ کیا وہ بتا سکتا ہے۔ کہ برطانیہ کے کابینہ وزارت کے کسی آدمی کو بھی ایسا تجربہ ہے۔ "ٹریبیون" پٹ کا بہت ذکر کیا کرتا ہے اور اس کی زندگی کے بہت سے واقعات پیش کیا کرتا ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ جب ۲۳ سال کی عمر میں پٹ برطانیہ کا وزیر خزانہ مقرر ہوا۔ اور بعد میں وزیر اعظم ہو گیا۔ تو کیا اسے کوئی دفتری تجربہ حاصل تھا۔ وہ کیوں جانے دیجئے۔ جب لارڈ ارون ہندوستان کے وائسرائے ہو کر آئے۔ تو انہیں کونسا دفتری تجربہ تھا۔ وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کے کامیاب ترین رکن کا اگر نام دریافت کیا جائے۔ تو ہمیں یقین ہے۔ "ٹریبیون" بلا تامل سر تیج بہادر سپرو کا نام لے گا۔ لیکن کیا وہ بتا سکتا ہے۔ کہ جب انہیں یہ منصب تفویض کیا گیا۔ تو انہیں کتنا دفتری تجربہ تھا۔ یا سر سنکرن نائر کو جن کی تعریف میں "ٹریبیون" کے کالم وقف رہتے تھے۔ یا سر علی امام کو کیا تجربہ تھا جنکا "ٹریبیون" بہت مداح ہے۔ یا تھوڑا عرصہ قبل تک تھا۔

ہمارے اپنے صوبہ کو لیجئے۔ جب سر سندر سنگھ کو وزارت پنجاب میں لیا گیا۔ تو انہیں اس کام کا کونسا تجربہ تھا یا مسٹر منوہر لال کو جنہیں ممبر مال بنانے کی ٹریبیون نے سفارش کی تھی۔ یہ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کو سوائے شوگر فیکٹری چلانے کے انتظامی امور میں کیا تجربہ تھا۔

یہ چند ایک سوالات ہیں۔ جن کی روشنی میں ہمیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی نامزدگی کے متعلق "ٹریبیون" اپنی رائے میں تبدیلی کر لیگا۔ (سن رائز لاہور ۲۳ مئی)

چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی قابلیت

چوہدری ظفر اللہ خان رکن گول میز کانفرنس جو مقدمہ سازش دہلی میں سرکاری وکیل کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ سر فضل حسین کی جگہ وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کے قائم مقام ممبر ہوں گے۔ آپ پہلے پہل سر شہاب الدین کے قانونی رسالہ انڈین کیسز کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ اسی سے انہیں قانونی پریکٹس کا شوق پیدا ہوا جس میں آپ کو کافی کامیابی اور شہرت حاصل ہوئی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ آپ مقدمہ سازش دہلی میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے۔ اور گول میز کانفرنس کے رکن بھی مقرر کئے گئے۔ گول میز کانفرنس میں آپ کی تقریریں خاص طور سے جاذب تھیں۔ مسلمانوں کو ان کے ذاتی عقیدہ سے خواہ کتنا ہی اختلاف ہو مگر ان کی قابلیت اور لیاقت کا زمانہ قائل ہے امید ہے۔ کہ سر فضل حسین کی جگہ آپ اگزیکٹو کونسل کی رکنیت کے فرائض بوجہ احسن ادا کریں گے۔ اور عام مسلمانوں کے تحفظ حقوق کا کماحقہ خیال رکھیں گے۔ (پیسہ اخبار ۱۹ مئی ۱۹۳۲ء)

مسلمانوں کو اپنا علاج آپ کرنا چاہیئے!

ایک صاحب نے جنہوں نے اپنا نام نہیں لکھا۔ اور جنکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہیں۔ اخبار الفضل مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۳۲ء کے ایک مضمون کا حوالہ دیکر جس میں مسلمانوں کو فضول رسوم سے بچنے کی تلقین کی گئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا کہ مسلمان عموماً شادی بیاہ کے موقع پر قرضدار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مہاجنوں کے سود در سود کے چکر سے سالہا سال نجات نہیں پاتے۔ خاصکر وہ مسلمان جو برادرانہ سسٹم میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ تو بغیر قرض لئے شادی بیاہ کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اگر خرچ نہ کریں۔ تو برادری ان کی جان کو آجاتی ہے۔ اگر مناسب ہو۔ تو حضور اسمبلی کے ممبران کے مشورہ سے کوئی قانون پاس فرمانے کی کوشش فرمائیں۔ تاکہ ایسی تقریبات کے اخراجات گھٹ کر کم از کم اتنا تو ہو جائے۔ کہ بغیر قرضہ لئے شادی ہو سکے۔ مثلاً ایسا قانون بن جائے۔ کہ جو کوئی شادی بیاہ کے موقعہ پر قرضہ لیگا۔ اس پر سِول شاردا ایکٹ کے مقدمہ چلایا جا سکے۔ یا ایسی حدبندی ہو جائے۔ کہ کوئی شخص اپنی ماہوار آمد کی فلاں نسبت سے زائد خرچ کرے۔ ورنہ سزا ملیگی۔

ہندوؤں کے ہاں لڑکیوں کا کوئی حصہ ترکہ مذہباً نہیں ہے۔ مگر انہوں نے کوشش کر کے ایسا قانون پاس کرا ہی لیا ہے۔ پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ خصوصاً حضور کی نگاہ میں کہ ایسا قانون مرتب نہ ہو سکے۔ یہ ایسا معاملہ ہے۔ کہ اسمیں اہل ہنود بھی غالباً ساتھ دیں گے۔ کیونکہ آئے دن انکی لڑکیاں خودکشی کرتی رہتی ہیں۔ جنکی وجہ عموماً مالی مشکلات ہوتی ہیں۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا۔ "ایسے امور کے متعلق ہم قانونی امداد کے سخت مخالف ہیں۔ اگر ہم اپنا علاج خود نہیں کر سکتے۔ تو قانون بھی ہمیں نہیں بچا سکتا۔" مسلمانوں کو ایسے اصلاحی امور کی طرف خود متوجہ ہونا چاہیئے۔

مسلمانانِ علاقہ پونچھ پر دردناک مظالم

روئے زمین پر شاید ہی کوئی ایسا بدنصیب خطہ ہو۔ جہاں پر عوام الناس اتنے غریب اور مظلوم ہوں۔ جتنے پونچھ (کشمیر) کے مسلمان ہیں۔ ان کی غربت اور مظلومیت کی مثال ملنی محال ہی نہیں ناممکن ہے کشمیر کی آہ و فریاد نے مہذب دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ لیکن ایک ہم ہیں۔ کہ ہماری دادرسی کی کوئی صورت نہیں آتی کاش ہم کو وہی حقوق حاصل ہوں جو ساکنان کشمیر کو حاصل ہیں۔ کاش ہم صرف قانونی اور سیاسی دستاویزات ہی میں نہیں۔ بلکہ صحیح معنوں میں کشمیر کا ایک حصہ ہوتے۔ ہم کو کچلنے اور مرعوب کرنے کے لئے کشمیر کی فوج موجود ہے۔ لیکن ہم کو سیاسی اور مذہبی حقوق دینے سے اس لئے انکار کیا جاتا ہے۔ کہ ہم کشمیر دربار کے ماتحت نہیں ہیں۔ اگر ان تمام مصائب کو جن کو ہم برداشت کرتے چلے آئے ہیں ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کروں۔ تو دردبھری داستان کبھی ختم نہ ہو۔ سابقہ مصیبتوں کا رونا رونے سے تو کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن اب کے مصائب کے گھٹا ٹوپ بادلوں نے ہر طرف سے ہم کو گھیر لیا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دست ستم ہم کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا کر دم لے گا۔ ہم غریب ہی نہیں بلکہ بالکل نادار ہیں۔ لیکن ہم کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ اپنے خرچ پر ساہوکاروں کے مکانوں کو نئے سرے سے تعمیر کریں۔ سینکڑوں بے گناہ آدمیوں کو پکڑ کر جیل میں ٹھونس دیا گیا ہے۔ تین تین ماہ ہو گئے ہیں لیکن ہنوز وہ عدالت معرض وجود میں ہی نہیں آئی۔ جہاں ناکردہ گناہ اسیروں کی اپیل سننے کی مدت گذری جب باہر سے لوگوں نے آکر یہاں فساد کیا مگر اب تک ہم غریبوں پر سنگین مقدمات دائر ہو رہے ہیں اور ہندو ساہوکار ہاتھ میں وارنٹ لئے قرضہ اور رشوت کا مطالبہ کرتے پھرتے ہیں۔ مالیہ سے زیادہ مسلمانوں پر جرمانہ کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ تاکہ ساہوکاروں کو ان کے مفروضہ نقصان کا معاوضہ دیا جا سکے۔ رشوت ستانی کی یہ حالت ہے۔ کہ خدا کی پناہ اگر اس بات کا ثبوت مطلوب ہو۔ تو ریاستی ملازموں کی عالیشان عمارتوں اور مسلمانوں کی بے سروسامانی اور غیر آباد کھنڈروں کو دیکھو۔ ٭

لیکن اب تو فسادات کے مقدمات کی تفتیش میں پولیس اور فوج اور حکام نے مسلمانوں کو سامان زیست سے بھی محروم کر دیا ہے۔ اس پر بھی بس نہیں بلکہ اب اٹھارہ تعزیری پولیس چوکیاں تحصیل مینڈر میں بٹھلا دی گئی ہیں۔ جن کا خرچ مسلمانوں سے وصول کیا جائیگا۔ جو ظلم ان تعزیری پولیس والوں نے مسلمانوں پر کئے ہیں۔ ان کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسلمان عام طور پر غریب اور جاہل ہیں۔ ان سے رسد وغیرہ وصول کرنا تو معمولی بات ہے۔ اب ان کو کہا جاتا ہے۔ کہ کسی جگہ بغیر اجازت نہ جاؤ۔ غریب ڈھوکوں میں جا کر گرمی کے ایام بسر کیا کرتے تھے۔ لیکن اب پولیس والے ان سے کہتے ہیں۔ کہ اگر جاؤ گے۔ تو جیل خانہ دیکھنا پڑیگا۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ مال مویشی بھوکے مر رہے ہیں۔ ٭

میں ادب اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے ریاستی افسروں اور اہلکاروں کے کیریکٹر روئیداد اور خیالات کے متعلق عرض کرونگا۔ اور یہ ظاہر کرونگا۔ کہ رشوت ستانی اور ظلم کا کون ذمہ وار ہے۔ لیکن اس بات کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ کوئی غلط بات اور مبالغہ آمیز نہ ہوگی۔ اگر حکام چاہتے ہیں کہ ان کی بے ضابطگیاں اور خلاف قانون کارروائیاں دنیا کے سامنے آشکار نہ ہوں۔ اور ایجی ٹیشن نہ بڑھے تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ فوراً موجودہ ظلموں کو بند کر دیں۔ اور ہماری نمائندہ جماعت آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو یقین دلا دیں۔ کہ وہ اصلاحات جو کشمیر میں جاری ہونے والی ہیں۔ ان کا بہت جلد یہاں بھی نفاذ کر دیا جائے گا۔

امیر صلاح از پونچھ

مظلوم مسلمانانِ راجوری کی فریاد
مہاراجہ بہادر کے حضور

گذشتہ جنوری ۱۹۳۲ء کے آغاز سے ہی مسلمانان علاقہ راجوری ہندوؤں کی بے بنیاد اور جھوٹی رپورٹوں کی بنا پر سردار تیرتھ سنگھ وزیر ریاسی اور اسرنا تھ منصف راجوری کے جور و استبداد کے شکار ہیں۔ جن دنوں سردار نتھا سنگھ راجوری کے تحصیلدار تھے۔ ان دنوں میں تو یہاں خالص سکھا شاہی تھی۔ نتھا سنگھ کی برطرفی پر حالات میں سکون پیدا ہونے کی امید ہو چلی تھی۔ لیکن وزیر صاحب جتنے عہدہ میں بڑے ہیں۔ مسلم کش کارروائی میں بھی دس قدم آگے ہیں۔ مرزا حبیب اللہ خاں نمبردار ریتی کو صرف نماز باجماعت ادا کرنے کے جرم میں سنگین زخمی کرنے کے بعد ایک سال کیلئے جیل میں بھجوا دینا سردار صاحب ہی کا کام ہے اسوقت سینکڑوں بیگناہ مسلمان متعصب مہاجنوں کی اشارہ پر جیل میں پڑے سردار صاحب کی جان کو دعائیں دے رہے ہیں۔ مسمی راج محمد المعروف راجا کو بلا وجہ قتل کر دیا گیا۔ تو قاتل کو منصف صاحب نے بری کرا دیا۔ ان کے علاوہ سینکڑوں مقدمات جن کا نہ سر ہے نہ پیر مسلمانوں کے خلاف دائر ہیں۔ برعکس اس کے منصف صاحب کی نظر عنایت سے سکھوں کے مسلح جتھے راجوری میں کھلے بندوں پھر رہے ہیں۔ اور اسلام کے خلاف اشتعال انگیز نعرے بلند کرتے ہیں۔ اکے دکے مسلمانوں پر قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں مسلمانوں کے لئے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جانا محال ہو رہا ہے۔ اگر کوئی درخواست افسران مقامی کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ تو ہفتوں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ مسلمان وکیل صرف ایک ہے۔ اور وہ بھی حال ہی میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے بھیجا ہے۔ لیکن اجازت نہیں دی گئی۔ ٭

ہر سیاسی مقدمے کو اخلاقی مقدمے کے سانچے میں ڈھال کر مسلمانوں سے ناگفتہ بہ سلوک کیا جا رہا ہے۔ اگر بہت جلد ان ہر دو حکام کو یہاں سے تبدیل نہ کیا گیا۔ تو علاقہ راجوری مسلمانوں سے خالی ہو جائیگا۔ اور حکومت کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑیگا۔ ان ہر دو افسروں نے اس امر کا تہیہ کر لیا ہے۔ کہ جب تک راجوری میں ہیں۔ مسلمانوں پر زندگی حرام کر دیں گے

رنامہ نگار)

میرپور کے ہندوؤں کی تیاریاں

یہاں کے ہندو اندر ہی اندر فتنہ پیدا کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ان کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مسلمانوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں اور ہندو جاتی سے اپیل کی گئی۔ کہ الٹھو اور اپنے بکرماجیتی کارناموں کو ظاہر کر دو۔ ڈکٹیٹر وغیرہ مقرر کر دئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ یہاں تمام کے تمام ذمہ وار حکام ہندو ہیں اس لئے کوئی صحیح رپورٹ سول برٹش افسر تک نہیں پہنچائی جاتی۔ دن رات ڈکٹیٹروں کی خفیہ کمیٹیاں ڈی آئی۔ جی اور اے۔ ڈی۔ ایم کی سرکردگی میں ہوتی ہیں۔ اس بارہ میں بعض عجیب و غریب راز ہائے سربستہ کا انکشاف کیا جائیگا۔ ٭

نامہ نگار از میرپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ۲۹ مئی کو زیر صدارت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ آئندہ دستور اساسی میں مسلمانوں کے حقوق کی وضاحت بلا تاخیر کردے۔ اس امر کو ملتوی کرنے کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں سخت کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ فسادات بمبئی پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اور حکومت پر زور دیا گیا۔ کہ جمعیتہ الاقوام کے آئندہ اجلاس کے لئے ہندوستانی وفد کا راہنما مسلمان ہو۔ ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ جو مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے الحاق کی تجویز تیار کریگی۔

پنجاب پراونشل مسلم لیگ کا ایک اجلاس ۲۸ مئی کو لاہور میں زیر صدارت ڈاکٹر سر محمد اقبال منعقد ہوا۔ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے پنجاب کونسل میں جو مسودہ ترمیم قانون بلدیات پنجاب پیش کر رکھا ہے۔ اس کی پرزور مذمت کا ریزولیوشن پیش ہو کر متفقہ طور پر پاس ہوا۔ نیز ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ جو اس قانون کی ترمیم کر کے ایک اور مسودہ تیار کر کے گورنر کے پیش کرے گی۔

بنگال میں دہشت زدگی کے خلاف جو آرڈیننس اس وقت تک نافذ تھا۔ اس کے رو سے ٹریبونل کے فیصلہ کے خلاف ملزموں کو اپیل کا حق نہیں تھا۔ لیکن یکم جون سے جو نیا آرڈی ننس جاری کیا گیا ہے۔ اس میں ملزموں کو یہ حق دیا گیا ہے۔ اور ٹریبونل کا درجہ صرف سشن کورٹ کا رکھا گیا ہے۔ کمشنروں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ سرکش ملزموں کی غیر حاضری میں عدالتی کارروائی جاری رکھ سکیں

انگلستان میں باد و باراں سے ہولناک تباہی کی خبر پہلے دی جا چکی ہے۔ اس کے بعد ۲۸ کی اطلاع ہے کہ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں متواتر بارش ہوئی۔ دریاؤں کے کنارے ٹوٹ رہے ہیں۔ ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ اس وقت تک قریباً ایک ہزار مکانات تباہ ہو چکے ہیں۔ گذشتہ پچاس سال میں کبھی اتنی بارش نہ ہوئی تھی۔

افغانستان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہز میجسٹی نادر شاہ نے ایک فرمان جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے بہت سے پبلک باغات اور سرکاری عمارتیں وزارت تعلیم کے سپرد کر دی ہیں۔ اور ایک یونیورسٹی کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔

شاہ افغانستان نے جنرل ہنڈنبرگ کے نام ان کے دوبارہ صدر جمہوریہ جرمنی منتخب ہونے پر برقی پیغام تہنیت ارسال کیا ہے۔ جس کے جواب میں صدر صاحب موصوف نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور افغانستان کی ترقی کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

صوبہ سرحد کے ڈائرکٹر تعلیمات خاں بہادر قلی خاں مقرر ہوئے ہیں۔ آپ سول سروس سے تعلق رکھتے ہیں

ڈسٹرکٹ پولیٹیکل کانفرنس ہوشیارپور ۲۹ و ۳۰ کو منعقد ہوئی۔ دوسرے روز جلوس نکل رہا تھا۔ کہ پولیس نے مجمع کے خلاف قانون ہونے کا اعلان کیا۔ اور جن لوگوں نے اس کی تعمیل نہ کی۔ انہیں فوراً گرفتار کر لیا گیا۔

چارسدہ کی آتش زدگی کے بعد ایک قریبی گاؤں پڑانگ میں بھی آگ لگنے کی خبر آئی ہے۔ جس سے ۷ مکان اور دو دکانیں جل کر خاک ہو گئیں۔

کلکتہ سے ۳۰ مئی کی خبر ہے کہ ایک خالی مکان میں چار بنگالی نوجوان بم تیار کر رہے تھے۔ کہ ایک بم پھٹ گیا۔ ان میں سے دو کا جسم جھلس گیا۔ پولیس فوراً پہنچ گئی۔ اور انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

جموں کی اطلاع ہے کہ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کا ریکارڈ خطرہ میں ہے۔ افواہ ہے کہ بعض حکام نے اسے نذر آتش کرانے کے لئے بھاری انعام مقرر کر رکھا ہے۔ جسے وصول کرنے کے لئے کئی ہندو مسلم کوشش کر رہے ہیں

چیف خالصہ دیوان کے صدر سردار شو دیو سنگھ انڈیا کونسل کے رکن ہو کر انگلستان چلے گئے ہیں۔ ان کی جگہ سر سندر سنگھ مجیٹھیا کو صدر منتخب کیا گیا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی سینٹ نے ۲۹ مئی کو ایک اجلاس منعقد کر کے حکومت پر اس وجہ سے اظہار افسوس کیا ہے کہ تحقیقاتی کمیشن مقرر کرتے وقت اس نے یونیورسٹی سے مشورہ نہیں لیا۔ اور وائس چانسلر کو اس میں شامل نہیں کیا۔

احراری تحریک کے ایک سرغنہ کو بلدیہ سیالکوٹ کی رکنیت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ اس نے قانون شکنی میں حصہ لیا تھا۔ اب محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ اس نے معافی مانگ لی ہے۔ اور آئندہ ایسی حرکات سے مجتنب رہنے کا اقرار کر لیا ہے۔ اس لئے اسے پھر رکنیت پر بحال کیا جاتا ہے۔

جمعیتہ الاقوام کا بجٹ سب کمیٹی کر رہا ملائی خرچ کی ایک مقرر کیا گیا ہے۔ حکومت برطانیہ نے ان بڑھتے ہوئے مصارف پر شدید نکتہ چینی کی ہے۔ اور ایک میمورنڈم ارسال کیا ہے جس میں کفایت شعاری کی تلقین کی گئی ہے۔

سری نگر سے ۳۱ مئی کی اطلاع ہے کہ ایک ہفتہ تک گلینسی رپورٹ شائع ہو جائیگی۔ معلوم ہوا ہے کہ دربار نے اسمبلی بنانے کی سفارش منظور کر لی ہے۔ اور استحقاق رائے کا معیار مقرر کرنے کے لئے بہت جلد ایک فرنچائز کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ جس کے اختیارات بہت وسیع ہونگے

ہوشیارپور کے ایک ہندو ایڈیشنل سشن جج پر رشوت ستانی کے الزام کی تحقیقات ایک یورپین عدالت میں ہو رہی تھی۔ ثابت ہونے پر اسے برخاست کر دیا گیا ہے۔

روس و جاپان میں جنگ کے احتمالات کے متعلق بیان دیتے ہوئے جاپانی سفیر متعینہ لندن نے کہا۔ کہ جب تک روس کی طرف سے چھیڑ چھاڑ نہ ہو گی۔ جاپان جارحانہ اقدام نہیں کریگا۔

والئے بہاولپور نے فصلوں کی خرابی اور قیمتوں میں کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام ریاست میں مالیہ اراضی اور شرح آبیانہ میں پانچ آنہ چار پائی سے لے کر آٹھ آنہ فی روپیہ تک تخفیف کر دی ہے۔

مہاراجہ کشمیر نے ریاست کے مختلف محکموں میں تخفیف کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس کا ایک ہی مسلمان ممبر ہے

اچھوت اقوام کے مسلمہ لیڈر ڈاکٹر امبیدکر انگلستان روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ جدید دستور اساسی کی ترتیب سے قبل برطانی پارلیمنٹ کے ممبروں پر جداگانہ انتخاب کی ضرورت و اہمیت کو واضح کر دیں۔

بمبئی سے یکم جون کی اطلاع ہے کہ شہر میں قریباً امن و امان ہو گیا ہے۔ اکا دکا حملوں کی صرف دو واردتیں ہوئیں۔

ناسک سے یکم جون کی اطلاع ہے کہ حکومت نے سماہٹ میں برہنہ فقیروں کے میلہ کی اجازت دیدی ہے۔ اس سے پہلے کبھی اس کی اجازت نہ دی گئی تھی۔ یہاں میلہ بارہ سال کے بعد لگتا ہے اور ایک ماہ تک جاری رہتا ہے ویدک تہذیب کا خوب مظاہرہ ہوتا ہے۔

دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ۳۱ مئی کو وزیر ہند نے کہا۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوئی۔ ایک دو مقامات پر کانفرنسیں منعقد کر کے اس تحریک سے دلچسپی پیدا کرنے کوشش کی گئی۔ لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی